قادیاں سے چشمہ آب رحیم

تحریر:- ڈاکٹر محمد عارف شہزاد۔ چیئرمین سلفیہ اکیڈمی فیصل آباد

آئین کے ختم کرنے کے بعد حلف نامہ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتم النبین ہونے کی یقین دہانی کو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ فوجی حکومت سے کسی سیاسی و دینی جماعت نے حلف نامہ سے آقا علیہ السلام کی ختم نبوت کے اقرار نامہ کے ختم کئے جانے پر کوئی موثر و جاندار رد عمل ظاہر نہیں کیا۔

بڑی بڑی جماعتوں نے خاموشی کو ہی غنیمت جان لیا ہے۔ کیا پھر سے ایک بار وہ تحریک چلنے کی امید کی جا سکتی ہے اگر آنحضرتؐ کی ختم نبوت پر کوئی دھبہ لگانے والا دھبہ لگائے اور چلا جائے۔ سیاسی فضاء ہو یا دینی فضاء ہر طرف سکوت ہے مکمل سکوت۔

آج اگر احسان الٰہی ظہیر زندہ ہوتے تو توفیق الٰہی سے سیاسی و دینی فضاء کے سکوت کو اپنی جادو مانند آواز سے ختم کرتے۔

مگر افسوس آج علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید جیسا نڈر' بے باک' باہمت' جرات و بہادری' حوصلہ' علم و عمل رکھنے والا انسان نظر نہیں آتا جو فضا کے سکوت کو چیرتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتم المرسلینؐ کا لوہا منواتا۔

اب قادیانیت ناقابل برداشت ہے حکومت سے صاف صاف کہتا ہوں کہ نفاق چھوڑ دو، کامل اور مکمل اسلام کو اختیار کرو۔

30 مئی 1974ء کو شام کو نشتر میڈیکل کالج کے تقریباً پچاس ساٹھ طلباء چناب ایکسپریس کے ذریعے راولپنڈی کے سفر سے واپس آرہے تھے جب چناب ربوہ پہنچی تو اسٹیشن پر طلباء نے ختم نبوت زندہ باد' مرزائیت مردہ باد کے نعرے لگائے تو ان پر قادیانی غنڈوں نے مسلح ہو کر حملہ کیا' ہاکیوں' لاٹھیوں' ڈنڈوں اور اسلحہ سے لیس نشتر میڈیکل کالج کے طلباء پر بے جا تشدد کیا۔ کمانی دار چاقوؤں اور چھروں کی مدد سے زخمی کیا اور طلباء میں بہت سے طلباء کی ہڈیاں توڑ دی گئیں۔

ریلوے حکام اور دیگر لوگوں نے زخمیوں کو سول ہسپتال فیصل آباد پہنچایا۔ فیصل آباد میں احتجاجی اجتماعات کو کنٹرول کرنا مشکل ہو چکا تھا۔ پورے ملک کی حالت ایمرجنسی میں بدل چکی تھی۔ اس دوران ذوالفقار علی بھٹو نے علماء پہ تشدد کرایا۔ احتجاجی مظاہروں کو روکنا' پکڑ دھکڑ کرنا اور مقدمات قائم کرنا شروع کر دیا تھا۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید نے اس وقت بھی اپنے خطاب کے ذریعے سے لوگوں کو گرمایا اور بتایا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں اور اس میں کوئی رکاوٹ برداشت نہ کریں گے۔

1974ء کی تحریک ختم نبوت میں علامہ احسان الٰہی ظہیر کی خدمات کا اعتراف اس وقت کے لیڈران کرام نے بھی کیا۔ نواب زادہ نصر اللہ' آغا شورش کاشمیری اور علامہ احسان الٰہی ظہیر نے ملک بھر میں طوفانی دورے کئے۔

74ء کی اس تحریک میں علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی مذہبی خدمات تاریخ اسلام کا ایک سنہری باب ہیں۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر اس تحریک میں چار نقاط بیان کرتے:

(۱) عقیدہ ختم نبوت' قرآن و سنت اور آثار صحابہ کی روشنی میں دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے بیان کرتے۔

(۲) قادیانیت کا پس منظر' پیش منظر' تہہ منظر مقاصد اور قادیانی تعلیمات کا نچوڑ بیان کرتے۔

(۳) قادیانیت کی جارحیت ان کا دام ہم رنگ

زمین اوران کا طریق واردات واضح کرتے۔

(۴) بھٹو کی حکومت کو پوری پامردی سے للکارتے اور واضح کرتے کہ اگر حکومت نے قادیانیت کے بارے میں کسی مفاہمت ‘مداہنت’ یا مصلحت کی وجہ سے کمزوری دکھائی تو پیپلز پارٹی کی بساط اقتدار لپیٹ دی جائے گی۔ اس کے اقتدار و اختیار کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے گا۔ جو حکومت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلین کو تحفظ نہیں دے گی۔ ہم اس کا نہ صرف بائیکاٹ کریں گے بلکہ صفحہ اقتدار سے ان کا نام ونشان مٹادیں گے۔

علامہ صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اب قادیانیت ناقابل برداشت ہے۔ حکومت سے صاف صاف کہتا ہوں کہ نفاق کو چھوڑ دیا کامل اور مکمل اسلام کو اختیار کرو یا کفر صریح کے علمبردار بن جاؤ۔

"یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوات الشیطن انه لکم عدو مبین۔ (القرآن) (علامہ احسان الٰہی ظہیر‘ ایک عہد‘ ایک تحریک)

قادیانیت کے موضوع پر علامہ رحمۃ اللہ کے خطابات و تقاریر ایمان افروز جذبات اور ولولہ انگیزی قادیانیت کی عمارت میں بم دھماکے کا کام کر چکی تھی۔ علامہ صاحب نے قادیانیت کے باطل عقائد کو طشت ازبام کرنے کے لئے رسائل و جرائد کو بھی استعمال کیا۔ اس تحریک میں علامہ احسان الٰہی ایک زوردار اور مضبوط قائد و خطیب کی حیثیت سے ابھرے اور آپ کی قائدانہ صلاحیتوں کا اعتراف بھی کیا گیا۔

> **افسوس آج علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ جیسا نڈر‘ بیباک‘ باہمت‘ جرات و بہادری‘ علم و عمل رکھنے والا انسان نظر نہیں آتا جو فضا کے سکوت کو چیرتا ہوا آنحضرتؐ کی ختم نبوت کا لوہا منواتا۔**

سیالکوٹ‘ پشاور‘ گوجرانوالہ‘ لاہور‘ فیصل آباد‘ ماموں کانجن‘ ملتان اور کراچی میں ختم نبوت کے موضوع پر معرکۃ الآراء تقاریر نے مرزائیوں اور پیپلز پارٹی کے بخیئے ادھیڑ دیئے۔

علامہ صاحب کو اللہ رب العالمین نے آواز میں گھن گرج‘ خطابت میں آبشاروں کا خروش تیزی‘ پہاڑوں کا جلال‘ سبزہ زاروں کا جمال‘ سمندروں کی ہیبت‘ صحراؤں کی وسعت‘ شبنم کی ٹھنڈک‘ دریاؤں کی روانی‘ برق وباراں کا خوف‘ فضاؤں کی پہنائیاں‘ پھولوں کی مہک‘ بلبل کی چہک‘ شعروں کی لطافت‘ الفاظ کی روانی‘ دلائل کی بھرمار‘ سوچ کی وسعت‘ تدبر کی گہرائی‘ فہم و فراست خوب عطا فرمائی تھی۔

علامہ اقبال کہتے ہیں:

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

ملتان کے قاسم باغ قلعہ کہنہ کے اسٹیڈیم میں ایک عظیم الشان جلسہ عام کا اہتمام کیا گیا تھا۔ نواب زادہ نصر اللہ‘ آغا شورش کاشمیری‘ اور خطیب ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر کے خطابات کا پروگرام تھا۔ گورنر پنجاب نے شورش کو ائرپورٹ پر گرفتار کروا دیا۔ ملتان ڈویژن ڈیرہ غازی خان ڈویژن اور بہاولپور ڈویژن کے دیہات‘ قصبات‘ مختلف شہروں میں جلسہ عام کو تشہیر کی گئی تھی۔

شورس کی گرفتاری پر عوام الناس کو غصہ تھا۔ اس موقع پر علامہ احسان الٰہی ظہیر نے مسلسل دو گھنٹے قوم سے خطاب کیا۔ خطاب کیا تھا۔ شعلہ نوائی اور آتش نوائی تھی‘ علامہ کے خطاب نے قوم کو مسحور کر دیا‘ تقریر کیا تھی علم و ادب‘ فصاحت و بلاغت‘ جرات و بہادری‘ شجاعت‘ فراست و فصاحت کی مکمل آئینہ دار تھی اور یہ اجتماع بلا مبالغہ لاکھوں افراد پر مشتمل تھا۔

شاہی مسجد لاہور میں تحریک ختم نبوت کے تحت لاکھوں افراد کا اجتماع ہوا۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی آمد پر جماعت اسلامی اور اسلامی جمعیت طلبہ نے ان کی آمد پر عصبیت پر مبنی متعصبانہ نعروں کی ابتداء کر دی۔ مولانا مفتی محمود مرحوم کی آمد پر جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں نے بھی شدید رد عمل کا مظاہرہ کیا۔ ان دونوں جماعتوں کے درمیان کشیدگی بڑھ گئی۔ قریب تھا کہ یہ دھینگا مشتی ایک خوفناک فتنے کا روپ اختیار کر جاتی۔ اس موقع پر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ نے مائیک پر آ کر دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ سنو میری سنو‘ پھر کیا تھا سناٹا چھا گیا‘ لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ آدھ گھنٹے میں مجلس کا رنگ ہی بدل گیا۔

علامہ صاحب نے فرمایا:

"اگر تم میرے آقا کی ختم نبوت کی عظمت کے تحفظ کے لئے یہاں آئے ہو تو پھر یہ

باہمی تو تکرار کیا ہے؟ یہ سطحی اختلاف کیوں؟ یہ جماعتی عصبیت کے مظاہرے کس لئے؟ یہی تو دشمن کی چال ہے کہ وہ تمہاری صفوں میں انتشار پھیلا کر تمہاری تحریک کو فیل کرنا چاہتا ہے۔ جو دشمن کا ایجنٹ ہے وہ بلا شبہ کھڑا رہے اور جو میرے آقا کی ختم نبوت کا پروانہ ہے وہ فوراً بیٹھ جائے۔ وہی مجمع جو چند لمحے پہلے ایک دوسرے کو غضبناک نظروں سے دیکھ رہا تھا، جن کے نعروں میں جاہلی عصبیت عود کر آئی تھی جو مسلمان ہوتے ہوئے بہت ناشائستہ انداز اختیار کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ علامہ صاحب کی موثر خطابت اور موثر گفتگو نے ان کی کایا پلٹ دی۔ تمام سامعین شرح صدر اور دل کی گہرائیوں سے اس امر کا اعتراف کر رہے تھے کہ آج کے اس مجمع کو علامہ صاحب نے لوٹ لیا ہے۔ اگر علامہ صاحب نہ ہوتے تو نہ معلوم گلستان کا انجام کیا ہوتا۔ مجلس عمل کے قائدین نے بھی علامہ صاحب کی خطابت، جرات، فراست، بصیرت اور قیادت کا لوہا مان لیا تھا۔ (علامہ احسان الٰہی ظہیر ایک عہد، ایک تحریک)

علامہ صاحب نے پاکستان سے دینی تعلیم حاصل کی تو مزید تعلیم کے حصول کے لئے مدینہ یونیورسٹی میں داخل ہوئے مدینہ یونیورسٹی دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے صحیح اسلامی فکر عام کرنے کے لئے شب و روز کوشاں ہے۔ اس یونیورسٹی میں ایک منفرد اعزاز جو علامہ صاحب کو حاصل ہوا۔ یونیورسٹی میں اساتذہ کی جگہ پڑھانے کا حاصل رہا ہے۔ یونیورسٹی میں جب اساتذہ نے ''الفرق والملل'' کے موضوعات شروع کئے، فتنہ قادیانیت بھی زیر بحث آیا۔ قادیانیت پر تفصیلی گفتگو اور لیکچر کے لئے علامہ احسان الٰہی ظہیر کو اساتذہ نے کہا آپ پاکستانی ہیں، قادیانیت کو قریب سے جانتے ہیں، اس کی تردید و تعاقب میں برصغیر کے سلفی علماء کرام کا بہت کردار ہے۔ لہٰذا آپ نے اس پر لیکچرز دیئے اور خوب دیئے آپ نے پوری تیاری سے شرح وبسط سے قادیانیت' اس کا پس منظر، پیش منظر، تہہ منظر، عقائد و نظریات، ان کی لن ترانیاں، ان کی زبان درازیاں اور ملحدانہ افکار کا نہایت ہی اچھے اور بہترین پیرائے میں بادلائل کیا۔

یونیورسٹی میں یہ اعزاز اور روایت پہلی بار اور آخری مرتبہ تھی۔ انہی لیکچرز کو علامہ صاحب نے عربی زبان میں ''القادیانیۃ'' کے نام سے کتابی صورت میں شائع کر دیا۔ عرب مصنفین کی تمام مرزائیت پر تصنیفات اسی کتاب کا ماخذ ہیں۔

اسی کتاب کو ایک ادارہ نے شائع کر دیا۔ ابھی ٹائٹل پر کام باقی تھا۔ چونکہ علامہ صاحب مدینہ یونیورسٹی کے آخری سال میں تھے اور ابھی فراغت حاصل نہ کی تھی مگر ادارہ فاضل مدینہ یونیورسٹی لکھنا چاہتا تھا۔ اس سلسلہ میں یونیورسٹی سے رابطہ کیا تو علامہ صاحب نے کہا کہ میں ابھی فارغ نہیں ہوا۔ اگر آپ لکھنا چاہتے ہیں تو وائس چانسلر سے اجازت حاصل کر لیں۔ چنانچہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ علیہ نے اس کی اجازت دے دی۔ علامہ صاحب نے شیخ سے عرض کیا حضرت! آپ نے ناشر کو اجازت دے دی ہے اگر میں فیل ہو گیا تو کیا بنے گا؟ شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر تم امتحان میں فیل ہو گئے تو میں یونیورسٹی میں اپنا عہدہ چھوڑ دوں گا۔ الحمد للہ! شیخ بن باز کی عین تمنا و توقع کے مطابق علامہ صاحب یونیورسٹی میں اول رہے۔

''شورش کاشمیری'' علامہ احسان الٰہی ظہیر کی ولولہ انگیزی، شعلہ بیانی، معجز بیانی، جرات و بیباکی، ہمت و استقلال کو دیکھ کر اقبال کی زبان میں یہ کہا کرتے تھے ؎

گر جواں ہوں میری قوم کے جسور و غیور
قلندری میری کچھ کم سکندری سے نہیں
گر جہاں میں میرا جوہر آشکارا ہوا
قلندری سے ہوا سکندری سے نہیں

بقیہ۔ خوشیوں کا موسم بہار

عید کا دن خوشی کا وقت ہے لہٰذا یتیموں، غریبوں، بیواؤں کی بھی خبر لو۔

مقصود قربانی

عیدالاضحیٰ کے دن بلاد اسلام میں اللہ کے نام پر خون بہایا جاتا ہے اور اس دن ہر مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی یاد تازہ کرتا ہے۔ مگر سیلان خون اور گوشت خوریاں ہی جشن کے منانے کا حقیقی مقصد نہیں بلکہ حصول تقویٰ، اخلاص اور وہ جذبہ مطلوب ہے جس کا اظہار حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں نے اپنے اپنے عمل سے کیا تھا۔ لہٰذا جو مسلمان خلوص و للّٰہیت کے ساتھ قربانی کے جشن میں ذبح عظیم کا منظر پیش کرتا ہے۔ بارگاہ قدس سے وہ بقائے دوام، حیات جاوید اور ''بل ھم احیاء'' کے سرخ خلعت سے سرفراز ہوتا ہے۔ جنت کے دروازے اس کے لئے کھل جاتے ہیں اور خداوند قدوس اپنے پاس کی روزی سے اس کو سیر فرماتا ہے۔